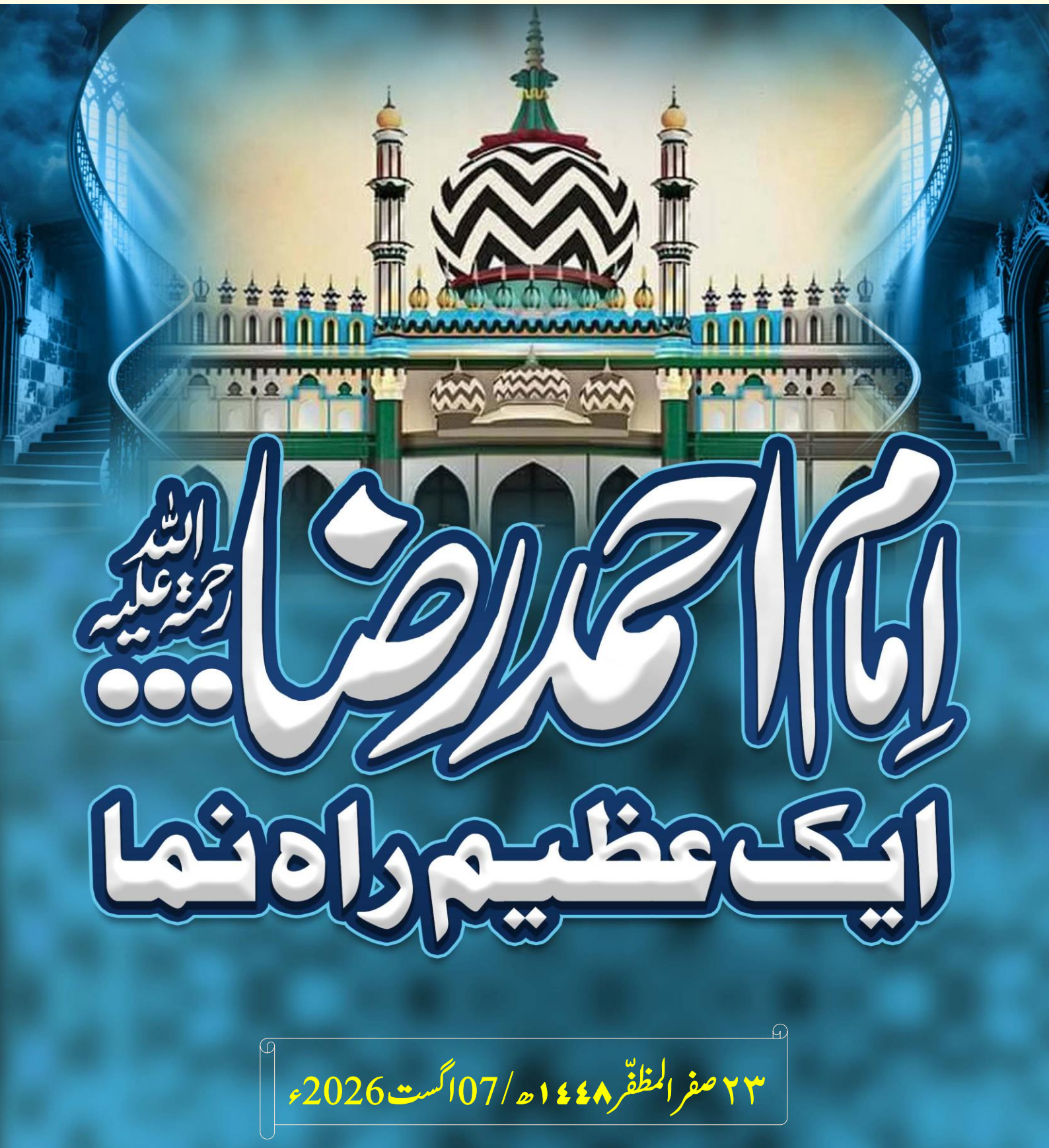

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم راہ نما

۲۳ صفر المظفّر ۱۴۴۸ھ / 07 اگست 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — مرکزی دفتر — جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 | 0315-7374429 | munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — Join our channel

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — Follow our Acount

JAMIA NIZAMIA RIZVIA — Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA — Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA — Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ [اٰلِ عمرٰن:104]

بدنصیب لوگ خود بھی راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، جب کہ اِنعام یافتہ بندے خود بھی صِراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہیں اور اُن کے نقشِ قدم پر چل کر دوسرے مسلمان بھی راہِ ہدایت پاتے ہیں۔ حقیقی کامیابی اِنہی حضرات کو نصیب ہوتی ہے اور اُن کی پیروی کرنے والے بھی اُن کے وسیلے سے کامران قرار پاتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ ”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی (اسلام) کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔“ [اٰلِ عمرٰن 104:3]

اللہ تعالیٰ بندے پر جتنا زیادہ انعام فرمانا چاہتا ہے اُس کے ذریعے اُتنے ہی زیادہ افراد کو راہِ ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی عظیم الشان ہستیوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے جن کے ذریعے لاکھوں کروڑوں افراد کو صحیح عقائد اور اچھے اعمال کی راہ نمائی ملی اور اُن کا نام حق کا استعارہ بن گیا۔ ایسی ہی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیات میں ایک نمایاں نام اعلیٰ حضرت امام احمد رَضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے عقائد واعمال کی اِصلاح اور بدعت وگمراہی کے خاتمے کے لیے ایسی خدمات سرانجام دیں کہ دُنیا بھر کے علمائے حق نے آپ کو مجدِّد قرار دیا، بلکہ آپ کی جلیل القدر خدمات کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی شخصیت حق کی پہچان بن گئی، اہلِ سنّت وجماعت کو ”سُنّی بریلوی“ کہا جانے لگا، عقائدِ اہلِ سنت کو ”فکرِ رضا“ سے تعبیر کیا گیا اور آپ کو ”امامِ اہلِ سنّت“ کا لقب دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایسے عظیم راہ نما تھے جنھوں نے اُمّتِ مسلمہ کی ہمہ جہت پیشوائی کی۔ اگرچہ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ عقائد و نظریات کا تحفُّظ ہے اور زیادہ تر حضرات آپ کو اِسی پہلو سے جانتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ہر میدان میں اُمّت کی بھرپور راہ نمائی فرمائی ہے۔ آپ بلند مرتبہ فقیہ ومفتی بھی تھے، جلیل القدر صوفی بزرگ اور کامل شیخِ طریقت بھی تھے، آپ نے برِّصغیر کے مسلمانوں کی انتہائی زبوں حالی کے دَور بہترین سیاسی لیڈر کا کردار بھی ادا کیا اور اُنھیں مَعاشی ترقّی واستحکام کا راستہ بھی دکھایا۔ آپ کے ذاتی کردار کا مُطالَعہ بھی نہایت ایمان افروز اور انسان کی زندگی میں حقیقی اسلامی انقلاب برپا کر دینے والا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وِصالِ مُبارَک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / 28 اکتوبر 1921ء، جمعہ کے روز ہوا۔ اِسی مناسبت سے آج ”امام احمد رضا... ایک عظیم راہ نما“ کے عنوان سے گفتگو کی جائے گی، جس کے ذریعے عقائد پر استقامت اور عمل کی اصلاح کا درس ملے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

مأثور دُعاؤں سے استفادہ

سرکارِ دوعالَم ﷺ بارگاہِ ربّ العزّت میں کثرت سے دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ یہ التجائیں اتنی جامع اور حسین ہیں کہ ہم کوشش کرکے بھی اپنے الفاظ میں اُس طرح کی پُر مغز اور خوب صورت دُعائیں نہیں مانگ سکتے۔ پھر امام الانبیا ﷺ کی زبانِ اقدس سے ادا ہونے والے کلمات ربِّ کریم کے حضور نرالی شان کے ساتھ قبول ہوتے ہیں اور جب کوئی اُمّتی وہی مأثور دُعا مانگتا ہے تو سرورِ کونین ﷺ کے صدقے میں اُمّتی کی عرض بھی شرفِ قبولیت سے سرفراز ہو جاتی ہے۔

چنانچہ تاج دارِ بریلی امام احمد رَضا خان قادری سمیت اکابر اولیائے کرام علیہم الرحمہ کا معمول رہا ہے کہ وہ نبیِ کریم ﷺ سے مأثور و منقول دُعائیں پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اپنے دامنوں میں اُن کی بے شمار برکتیں سمیٹتے تھے۔

مأثور دُعاؤں پر اکتفا: کسی صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی خدمت میں عَمَلیّات کی ایک کتاب پیش کی اور اُس میں درج عبارت کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس اِن عَمَلیات کے ذخائر وافر ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ کبھی اِس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ میں نے ہمیشہ اُن دُعاؤں پر عمل کیا ہے جو اَحادیثِ مبارکہ میں اِرشاد ہوئی ہیں، میری تو تمام مُشکِلات اُنہی سے حل ہو جاتی ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصّہ دوم، ص:181، بتغییرٍ یسیر، مکتبۃ المدینہ کراچی)

مَصائب سے حفاظت کی دُعا: سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ نبوی کا مفہوم ہے: جو شخص مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ کلمات پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ ”سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اِس مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں تم مبتلا ہو اور مجھے اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت عطا کی“ تو پڑھنے والا ہمیشہ اُس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔“[1] (جامع ترمذی، حدیث:3431)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ اِس دُعا کا خوب اہتمام کرتے اور فرماتے: جن جن اَمراض کے مریضوں اور جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اِسے پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک اُن سے محفوظ ہوں اور بِعَوْنِہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص:69)

آپ نے فرمایا: جُمادی الاُولیٰ ۱۳۰۰ھ / 1883ء میں بعض اہم تصانیف کی تیاری کے لیے ایک مہینے تک باریک خط والی کتابوں کا شب و روز مسلسل مُطالَعہ کرنا پڑا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دن کے وقت اندرونی صحن میں بیٹھ کر کتابیں دیکھتا اور لکھتا۔ اُس وقت عمر اٹھائیس برس تھی؛ اِس لیے مسلسل محنت اور روشنی کم ہونے کی کوئی پروا نہیں کی۔ ایک دن شدید گرمی کے باعث دوپہر کے وقت لکھنا موقوف کر کے غسل کیا۔ جوں ہی سر پر پانی ڈالا تو فوراً دائیں آنکھ کی بینائی متأثّر ہو گئی اور نظر آنے والی چیز کے درمیان ایک سیاہ حلقہ دکھائی دینے لگا۔

---

[1] بیمار کو دیکھ کر یہ دعا اِس انداز سے پڑھی جائے کہ اُس کی دل آزاری نہ ہو۔

میرے استاذِ محترم مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے اِصرار کیا کہ آنکھوں کے ماہِر ڈاکٹر کو کم از کم مُعائنہ (Examination) ضرور کروایا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں خصوصی آلات کے ذریعے کافی دیر تک آنکھ کا معائنہ کیا، پھر کہا: زیادہ مُطالَعے کی وجہ سے آنکھ میں کچھ خشکی پیدا ہو گئی ہے، پندرہ دن تک کوئی کتاب نہ دیکھیں! لیکن مجھ سے پندرہ دن تو درکنار، پندرہ گھڑیاں بھی کتاب سے دُور رہنا ممکن نہ ہو سکا۔ پھر ایک اور مَحبَّت کرنے والے ماہِر حکیم صاحب نے آنکھ دیکھ کر کہا: یہ موتیے (Cataract) کے ابتدائی آثار ہیں، خدانخواستہ بیس برس بعد موتیے کی وجہ سے بینائی ختم ہو جائے گی۔

میں نے اِس پر توجّہ نہ دی اور موتیے کے مریض کو دیکھ کر وہ دُعا پڑھ لی جو رسولِ اکرم ﷺ نے سکھائی ہے اور اپنے محبوب ﷺ کے ارشادِ مبارک پر کامل اعتماد کر کے مطمئن ہو گیا۔

سولہ سال بعد ۱۳۱۶ھ/1898ء میں ایک اور ماہر طبیب سے اِس کا ذکر ہوا۔ اُس نے نہایت غور سے معائنہ کرنے کے بعد کہا: چار سال بعد موتیا اُتر آئے گا۔ یہ پیش گوئی پہلے طبیب کی رائے سے بالکل مطابقت رکھتی تھی؛ پہلے طبیب نے بیس برس بعد کا کہا تھا اور یہ سولہ برس گزرنے کے بعد مزید چار برس بتا رہے تھے۔

مجھے اپنے محبوبِ مکرّم ﷺ کے ارشادِ مبارک پر ایسا کمزور اعتماد نہیں تھا جو طبیبوں کے کہنے سے ڈگمگا جاتا، میرے کامل یقین میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی۔ الحمدللہ! بیس برس تو درکنار، تیس سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، مگر وہ سیاہ حلقہ آج تک ذرہ برابر نہ بڑھا ہے اور نہ ہی بِعَوْنِہٖ تعالیٰ بڑھے گا۔ نہ میں نے کتابوں کے مطالَعے میں کبھی کمی کی اور نہ ہی ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ کمی کروں گا۔

آپ نے مزید فرمایا: میں نے یہ واقعہ صرف اِس لیے بیان کیا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے معجزات آج تک کھلی آنکھوں سے دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہلِ ایمان اُن کا مشاہدہ کرتے رہیں گے۔ اگر مَیں حضور ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ کی صرف وہ برکتیں بیان کروں جو مَیں نے خود اپنی ذات میں دیکھی ہیں تو ایک پوری کتاب تیار ہو جائے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت: ص70، 71، ملخصًا)

ڈوبنے سے حفاظت کی دُعا: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی بار حجِ بیت اللہ کی سعادت تئیس سال کی عمر میں ۱۲۹۵ھ/1878ء کو والدین کے ہمراہ نصیب ہوئی۔ اُس دَور میں حجاجِ کرام کا سفر بحری جہازوں کے ذریعے ہوتا تھا۔ واپسی پر مسلسل تین دن تک سمندر میں سخت طوفان برپا رہا، حتّٰی کہ مسافروں نے اپنی موت یقینی سمجھ کر کفن پہن لیے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: والدہ ماجدہ کو پریشان دیکھ کر اُنہیں تسلی دینے کے لیے بے اختیار میری زبان سے یہ الفاظ نکلے: آپ اطمینان رکھیں، خدا کی قسم! یہ جہاز ہرگز نہیں ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے اُس حدیثِ مبارک پر کامل اعتماد کی وجہ سے اُٹھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غَرق سے حفاظت کی دُعا تعلیم فرمائی گئی ہے۔ مَیں وہ مسنون دعا پڑھ چکا تھا؛ اِس لیے رسولِ اکرم ﷺ کے سچے وعدے پر مطمئن تھا۔ الحمدللہ! وہ تیز مخالف ہوا، جو مسلسل تین دن سے پوری شدّت کے ساتھ چل رہی تھی، صرف دو گھڑیوں کے اندر بالکل تھم گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جہاز بخیر و عافیت اپنی منزل تک پہنچا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص: 181، 182، ملخصًا)

علمِ نافع کے لیے فیض کی ضرورت

علم اللہ تعالیٰ کی عظیم عطا ہے، لیکن اُس وقت جب وہ نفع بخش ہو، اگر علم نفع بخش نہ ہو تو بعض اوقات وہ سزا ہوتا ہے۔ امام الانبیا ﷺ ہماری تربیت کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کیا کرتے تھے: "اِلٰہی اُس علم سے اپنی پناہ عطا فرما جو نفع نہ دے!" (صحیح مسلم:2722)

علمِ نافع وہی ہے جو فقط زبان تک نہ رہے، بلکہ دل میں بھی اُترے اور اِس کے لیے فخرِ آدم و بنی آدم رسول اللہ ﷺ سے ادب و تعظیم کا مضبوط رشتہ اور آپ کی بارگاہ سے فیض کا حصول بہت ضروری ہے۔

جس بندے کے علم میں تو اِضافہ ہوتا رہے، مگر بارگاہِ اقدس سے نیاز مندی اور تعظیم کے جذبات میں ترقّی نہ ہو وہ سخت خطرے میں ہے اور اُسے اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے... البتہ اگر علم کے ساتھ ساتھ فیض بھی نصیب ہو اور تاج دارِ ختمِ نبوّت ﷺ کی بارگاہ سے کرم نوازیوں کا سلسلہ بھی بڑھے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ علم ربِّ کریم کے قرب اور دُنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہو گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدّثِ بریلی علیہ الرحمہ اپنے دَور کے بے مثال عالم تھے اور اُن کا علم انتہائی نفع بخش تھا؛ کیونکہ اُنھیں فیضانِ نبوی سے بھی ایسا وافِر حصّہ عطا ہوا تھا کہ اُس کے تذکرے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّہ کی تصنیف: ۱۳۲۳ھ / 1905ء میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے حضور سلام عرض کرنے اور دوسری مرتبہ حج کرنے حرمَین شریفَین حاضر ہوئے۔ اُس وقت وہاں ترکوں کی حکومت تھی، وہ خوش عقیدہ اور نبیِ کریم ﷺ کی عظمتوں کو تسلیم کرنے والے حضرات تھے۔ سرورِ عالَم ﷺ کے علمِ غیب کا انکار کرنے والوں نے شریفِ مکہ (اُمورِ حج و عمرہ کے منتظمِ اعلیٰ) علی عبد اللہ پاشا کو کہا: یہاں ہندوستان سے ایک عالم آیا ہوا ہے، وہ عاشقِ رسول کے طور پر معروف ہے اور کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ اُس نے ہندوستان میں مسلمانوں کے عقائد خراب کیے ہیں اور اب یہاں بھی ایسا ہی کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ ہند میں انگریزوں کی حکومت ہے؛ اِس لیے وہاں اُس سے کوئی باز پُرس نہیں کی جاتی، آپ اُسے دربار میں بلا کر جواب طلب کریں۔

شریفِ مکہ نے کہا: جب تم خود تسلیم کر رہے ہو کہ وہ علامہ صاحب عاشقِ رسول اور متعدّد کتابوں کے مصنّف ہیں تو اُنھیں دربار میں طلب کرنا اُن کی توہین ہے، مَیں یہ ہرگز نہیں کر سکتا، البتہ تم اپنے سوالات لکھ دو! مَیں اُن سے جواب تحریر کرنے کے لیے کہوں گا۔ اُنھوں نے پانچ سوالات لکھ کر دیے، جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیے گئے اور تفصیلی جواب کی درخواست کی گئی۔

آپ نے معذرت کی کہ مَیں حج کے لیے آیا ہوں اور اِس وقت بیمار بھی ہوں؛ لہٰذا تفصیلی جوابات تحریر نہیں کر سکتا۔ علماءِ کرام نے اِصرار کیا۔ چونکہ معاملہ نبیِ کریم ﷺ کے علم اور ناموس کا تھا؛ اِس لیے تمام مجبوریاں پسِ پُشت ڈال کر آپ نے تقریباً آٹھ گھنٹوں میں عربی زبان میں ایک عظیم الشان کتاب اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃ تصنیف فرمائی، جو آج بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

یہ کتاب اکابرِ علمائے حَرَمَین کی موجودگی میں شریفِ مکہ کے سامنے پڑھی گئی، وہ صاحبِ علم تھے۔ چنانچہ کتاب سنتے جاتے اور محبّت میں ڈوب کر کہتے: اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَھُوْلَاءِ یَمْنَعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرماتا ہے اور یہ بدبخت روکتے ہیں! مکۂ مکرمہ میں اِس کتاب کی شہرت پھیل گئی اور لوگ منکرین کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہتے: وہ تمہارے شرک کے فتوے کہاں گئے ہیں!

ایک سال بعد اعلیٰ حضرت کے خلیفہ قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہما الرحمہ علمائے حَرَمَین شریفَین کی تصدیقات لے کر بریلی شریف حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! علمائے حَرَمَین فرماتے ہیں کہ مسئلہ بالکل برحق لکھا ہے اور اُنھوں نے تائید و تصدیق بھی کر دی ہے، لیکن وہ اِس بات سے حیران ہیں کہ آپ نے اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّہ صرف سات گھنٹوں میں تصنیف فرمائی اور ڈیڑھ گھنٹے میں نظرِ ثانی بھی مکمل ہوگئی۔ وہ کہتے ہیں: مصنف سفر میں تھا، اپنی لائبریری سے بھی دُور تھا اور بیماری کی حالت بھی تھی.... کتابیں دیکھے بغیر ایک ہندی عالم کی ایسی عظیم الشان عربی تصنیف!... آخر ہمارا تعلق بھی تو علم و تحقیق اور اِفتاء سے ہے... یہ سب کیسے ممکن ہوا!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب شریفِ مکہ کے حکم سے علمائے کرام نے اِصرار کیا اور میرا عذر قبول نہ فرمایا تو میں چاہِ زمزم پر حاضر ہوا، حصولِ برکت کے لیے وُضو کیا، آبِ زم زم پیا، حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور کعبۂ مشرّفہ کا طواف کر کے دو رکعات ادا کرنے کے بعد مقامِ ابراہیم پر ہی حاضر رہا۔ ربّ العزّت کی بارگاہ میں دُعا کی، سید الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کی۔ پھر بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ کعبۃ اللہ کے دروازے میں حبیبِ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جلوہ افروز ہیں، دائیں طرف سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور بائیں طرف غوث الثقلین رحمہ اللہ تعالیٰ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ وہ جو کچھ ارشاد فرماتے رہے، فقیر اُسے تحریر کرتا رہا... گویا وہ تمام مضامین میرے دل پر اِلقا کیے جا رہے تھے۔

(سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، از محمد عارف قادری ضیائی، ج:1، ص:304 تا 312، ملخّصًا، ناشر: حزب القادریہ لاہور)

وضو کے پانی کی مقدار: تاج دارِ علم و حکمت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ شرعی اعتبار سے وُضو اور غسل میں پانی کی کتنی مقدار معین ہے؟ آپ نے جواب میں بَارِقُ النُّوْرِ فِیْ مَقَادِیْرِ الطُّھُوْر نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور فتاوٰی رضویہ کی پہلی جلد میں (ص:775 تا 1071) موجود ہے۔

یہ سن کر انسان حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس مختصر سوال کے جواب میں تین سو صفحات کیسے لکھے؟ چنانچہ رسالے کے آخر میں آپ نے خود تحریر فرمایا: اِس سوال سے متعلق کسی بھی کتاب میں چند سطروں سے زیادہ نہیں لکھا گیا تھا، میرا خیال تھا کہ دو تین ورق لکھ دوں گا؛ اِسی لیے رسالے کے شروع میں خطبہ بھی نہیں لکھا، مگر جب فیضِ بارگاہِ عالم پناہ سید العالمین محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جوش پر آیا فتوٰی ایک مبسوط (طویل) رسالہ ہو گیا۔ یہ ایسے عظیم و جلیل فوائد پر مشتمل ہے جو اس کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملیں گے، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، بلکہ متعدد جگہ قلم روک لیا، ورنہ رسالہ اور زیادہ طویل ہو جاتا۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:1ب، ص:1067)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت راہ نمائی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ بلا مبالغہ ایک عظیم راہ نما ہیں اور آپ کا صحیح تعارف رکھنے والے دُنیا بھر کے مسلمان نہ صرف آپ سے والہانہ محبّت رکھتے ہیں، بلکہ آپ کو مثالی رہبر اور آئیڈیل بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمّتِ مسلمہ کو ہر میدان میں بہترین راہ نمائی عطا کی:

- آپ نے اپنی خداداد بصیرت و فِراست سے انگریزوں اور ہندوؤں کی سیاسی چالوں کو بروقت پہچانا اور اُن سے بچاؤ کے لیے برِّصغیر کے مسلمانوں کو مؤثّر سیاسی راہ نمائی فراہم کی، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تحریکِ پاکستان میں صرف آپ کے خلفا اور ہم مسلک علماء و مشائخ ہی قائدِ اعظم کے شانہ بشانہ تھے۔ آپ نے 1897ء میں دو قومی نظریہ (Two Nation Theory) پیش کیا تھا۔[1]
- جس وقت برِّصغیر میں اقتصادیات (Economics) کے مُطالَعہ کا تصوُّر بھی نہیں تھا اور برطانوی سامراج یہاں کے مَعاشی وسائل پر قابض تھا اُس وقت آپ نے معیشت (Economy) سے متعلق ایسے شان دار اُصول تحریر فرمائے جو آج کے دَور میں بھی مسلمانوں کی مَعاشی ترقّی، استحکام اور برتری کے لیے راہ نما ہیں۔[2]
- آپ نے اپنی تصانیف کے ساتھ ساتھ اپنے پاکیزہ عمل و کردار سے مسلمانوں کو اپنے اعمال دُرُست کرنے کا راستہ دکھایا، آج کے خطبہ میں جن دو اہم نکات کا ذکر کیا گیا ہے اُنہی سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی تعلیمات کتنی شان دار ہیں!
- آپ کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کا بھرپور تحفّظ کیا اور علمی میدان میں گمراہوں کی تمام سازشوں کو ناکام بناتے ہوئے اکابرِ دین کی تحقیقات و تشریحات کو خوب نکھار کر پیش کیا۔

ربّ العزّت جَلَّ شَانُہٗ کی تقدیس و عظمت کا تحفُّظ ہو یا ناموسِ رسالت کا دِفاع... منکرینِ ختمِ نُبوّت کی تردید ہو یا منکرینِ کمالاتِ رسالت کا تعاقُب... صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل کا اظہار ہو یا اہلِ بیتِ عِظام علیہم الرضوان کے کمالات کا اِبلاغ... قدیم فلسفہ کے نظریات کا ردّ ہو یا جدید فلسفہ کی لغویات کا ابطال، آپ نے ہر پہلو سے وہ علمی کام کیا کہ ساری دُنیا داد دینے پر مجبور ہوگئی۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: ”تحریکِ پاکستان میں خلفائے امام احمد رضا کا کردار 1920ء سے 1947ء تک“ (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی، جامعہ کراچی)۔ یہ مقالہ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

نیز ملاحظہ کیجیے: ”امام احمد رضا محدّثِ بریلوی اور تحریکِ پاکستان“، از مولانا سید صابر حسین بخاری، ناشر: بزمِ رضا پاکستان، جامعہ نظامیہ رضویہ

[2] امام احمد رضا خان محدّثِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے 1912ء میں ”تدبیرِ فلاح و نجات و اِصلاح“ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا، جو فتاوٰی رضویہ کی پندرہویں جلد میں ص: 141 تا 147 (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ) پر موجود ہے۔ اِس رسالے میں درج اُصولوں کو آج بھی اقتصادیات کے ماہرین تسلیم کرتے ہیں اور داد و تحسین دیتے ہیں۔

کیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو راہ نما تسلیم کرنا ضروری ہے؟

ہمارے دَور میں بعض فتنہ پرور عناصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے حوالے سے بے بنیاد شکوک و شُبہات پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی آپ کے لقب "اعلیٰ حضرت" سے متعلق تحفُّظات کا اِظہار کرتا ہے، کسی کو لفظِ "بریلوی" پر اعتراض ہوتا ہے، جب کہ کچھ لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کو راہ نما تسلیم کرنا ضروری تو نہیں، بس ہم قرآن و سنّت پر عمل کرتے ہیں۔

اِن لایعنی باتوں کا جواب سمجھنے کے لیے ایک دُنیاوی مثال پر غور کیجیے! آج تجارت میں جَعل سازی عام ہے، زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے لوگ نقلی اور غیر معیاری چیزیں بیچتے ہیں۔ اِس دھوکے سے بچنے کے لیے خریدار چیز کو خریدنے سے عموماً پہلے تجارتی علامت / خاص نشان (Brand) چیک کرتا ہے اور کسی اچھی کمپنی کا نشان دیکھ کر چیز پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ بالکل اِسی طرح ہمارے دَور میں مذہب کے حوالے سے جعل سازی بھی عام ہے۔ بدمذہب اور فتنہ پرور لوگ دُنیاوی مفادات کی خاطر قرآن و سنت کا غلط مفہوم بیان کر کے اُمّت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ جو شخص قرآن و سنت کا گہرا علم نہیں رکھتا اُس کے لیے سچے عقیدے اور سُچے نظریے کی پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو اپنا راہ نما اور "فکرِ رضا" کو اپنے لیے معیار بنالے؛ کیونکہ آپ نے کوئی نیا عقیدہ پیش نہیں کیا، بلکہ صدیوں پہلے اسلاف کے عطا کردہ نظریات کی ہی دلائل کے ساتھ تشریح کی ہے اور فکرِ رضا عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت کا ہی دوسرا نام ہے۔

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ سے فتوٰی طلب کیا گیا کہ جو شخص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا بے ادب و گستاخ ہو اُس کا کیا حکم ہے اور اُس کی اقتدا میں نَماز ادا کرنا کیسا ہے؟ یاد رہے کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نہ تو اعلیٰ حضرت کے خلفا میں سے تھے اور نہ ہی آپ کے مُریدوں میں سے۔ آپ خود ایک بہت بڑی خانقاہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین تھے جو تاج دارِ گولڑہ عالِمِ ربّانی پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کا پیر خانہ ہے... اِس کے باوُجود آپ نے ایسا بصیرت افروز جواب عطا کیا جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو راہ نما تسلیم کرنا کیوں ضروری ہے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے بیزار لوگوں کا حال کیسا ہے!

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتوٰی کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالْغُفْرَان کی بَلند شان میں گستاخی کرنے والا فقط اُن عقائدِ حقّہ کی مُخالَفت میں ایسا کرتا ہے جو کتاب و سنّت و اجماعِ اُمّت سے ثابت ہیں اور اُن عقائد کا مخالف بے دین و بے ایمان ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اُن عقائدِ حقّہ کو مضبوط دلائل کے ساتھ واضح کیا اور باطل فرقوں کا بھرپور ردّ کیا ہے؛ لہٰذا ایسی ہستی سے عِناد در حقیقت اسلام سے عِناد ہے۔ مخالفین اپنے موقف کی تائید میں کوئی مضبوط دلیل پیش کرنے سے عاجز ہو کر طعن و تشنیع اور بے بنیاد الزامات کا سہارا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسی جلیل القدر اور عظیم البرکت ہستی کی شان میں گستاخی کرنے والا دجال کا چیلا اور بے ایمان ہے، جسے امام بنانا ہرگز درست نہیں۔[1] (انوارِ قمریہ، از مفتی غلام احمد سیالوی، ج:3، ص:183، ناشر: دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی)

---

[1] انوارِ قمریہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔ کتاب سے شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کی اصل تحریر کا مطالعہ زیادہ مفید ہے۔

حرفِ آخر: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم سیرت

کائنات کے سب سے عظیم راہ نما انبیائے کِرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں۔ ہمارے آقا کریم ﷺ امام الانبیا ہیں اور قیامت تک کوئی بھی بندہ آپ کے نقشِ قدم کی پیروی کیے بغیر ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالَم ﷺ پر سلسلۂ نبوّت کو ختم فرما دیا ہے اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد ممکن ہی نہیں؛ لہٰذا انسانیت کی راہ نمائی کے لیے ربِّ کریم خاتَمُ النبیین ﷺ کی اُمّت میں ایسے افراد پیدا فرماتا ہے جو خود بھی صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی سے چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی راہِ حق دکھاتے ہیں۔

انہی نفوسِ قدسیہ میں سے ایک عظیم المرتبت نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ آپ نے اُمّت کی ایسی راہ نمائی کی کہ آپ کی ذاتِ گرامی حق کی پہچان بن گئی۔ چنانچہ آپ کی نسبت سے عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت کی دوسری تعبیر ”فکرِ رضا“ ہو گئی اور اہلِ سنّت و جماعت کو ”سُنّی بریلوی“ بھی کہا جاتا ہے۔

آپ علیہ الرحمہ کا وِصالِ مبارک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / 28 اکتوبر 1921ء، جمعہ کے روز ہوا۔ چنانچہ عرسِ مبارک کی مناسبت سے آج ”امام احمد رضا... ایک عظیم راہ نما“ کے زیرِ عنوان کچھ گزارشات پیش کی گئیں۔ چند اَہَمّ نِکات یہ ہیں:

- علم اگر نفع بخش ہو تو اللہ تعالیٰ کی عظیم عطا ہے اور یہی وہ واحد نعمت ہے جس میں اِضافے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو دُعا کرنے کا حکم دیا گیا (دیکھیے: طٰہٰ 20:114)... لیکن اگر علم نفع بخش نہ ہو تو باعثِ سزا بھی بن جاتا ہے؛ اِسی لیے نبیِ کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کیا کرتے تھے: ”اِلٰہی! اُس علم سے اپنی پناہ عطا فرما جو نفع نہ دے!“
- رسول اللہ ﷺ سے مروی دُعائیں انتہائی جامع اور بے حد حسین ہونے کے ساتھ ساتھ قبولیت کی بھی نرالی تاثیر رکھتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مبارک سیرت سے سبق ملتا ہے کہ یہ ماثور دُعائیں مفہوم سمجھ کر پابندی سے مانگنی چاہییں۔ اِن کے فوائد و برکات ایسے ہیں کہ امامِ اہلِ سنّت علیہ الرحمہ نے فرمایا: میری تو تمام مُشکِلات اِنہی دُعاؤں سے حل ہو جاتی ہیں۔
- علم کے ذریعے نفع تب نصیب ہوتا ہے جب اُس کے ساتھ فیضان بھی شاملِ حال ہو۔ یعنی انسان فقط زبانی علم تک نہ رہے، بلکہ نبیِ کریم ﷺ کی ذاتِ والا برکات سے والہانہ مَحبّت و عقیدت اور ادب و تعظیم کا مضبوط تعلُّق بھی ہو۔ اِس کے نتیجے میں خالقِ کریم اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کی بارگاہ سے ایسا فیض عطا کرتا ہے کہ تھوڑا علم بھی کثیر نفع کا ذریعہ بن جاتا ہے، لیکن اگر یہ فیضان نصیب نہ ہو تو تاریخ گواہ ہے کہ جو لوگ علم کے پہاڑ سمجھے جاتے تھے اُنھوں نے ہی اُمّت کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ایک عظیم خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کو بارگاہِ نبوی سے ایسا فیضان عطا ہوا تھا جس کا تذکرہ انسان کو حیران کر دیتا ہے اور اِس حوالے سے بطورِ مثال چند واقعات خطبہ میں ذکر بھی کیے گئے۔

❖ فتنوں کے اِس دَور میں گمراہی سے بچنے کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رَضا خان علیہ الرحمہ کو راہ نما بنانا بہت ضروری ہے؛ کیونکہ آپ نے عقائدِ اہلِ سنّت کو دلائل کے ذریعے خوب واضح کیا ہے اور ہر قسم کے باطل فرقوں اور بے دین عناصر کا بھرپور علمی ردّ کیا ہے۔ جس طرح تجارت میں اصلی اور نقلی چیز کی پہچان کے لیے ٹریڈ مارک ایک معتبر علامت ہوتا ہے، اِسی طرح دین کے نام پر دھوکا دینے والوں سے بچنے کے لیے اعلیٰ حضرت کی شخصیت حق و باطل میں امتیاز کی روشن پہچان ہے۔

❖ برِّصغیر میں جن شخصیات نے گمراہوں کا بھرپور ردّ کیا اُن میں اعلیٰ حضرت کے پیش رَو مجدِّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی علیہما الرحمہ کا نام بھی بہت نمایاں ہے۔ آپ کا یومِ وِصال ۲۸ صفر المظفر (۱۰۳۴ھ / 1624ء) ہے۔ بعض لوگ ایسے مسلّمہ بزرگوں کا دامن چھوڑ کر فتنہ پرورروں کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور اِس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث پر عمل کر رہے ہیں، اِن گمراہوں کے پیچھے چلنے والوں کو اِس حدیثِ مبارک پر غور کرنا چاہیے:

سیدنا ابو ذر جُنْدُب غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: لَغَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِيْ عَلٰى أُمَّتِيْ۔ ”مجھے اپنی امت کے بارے میں دجال سے بڑھ کر ایک شے کا خوف ہے۔“ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی چیز ہے جس کا خطرہ دجال سے بھی زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَئِمَّةً مُّضِلِّيْنَ۔ ”گمراہ کرنے والے پیشوا / راہ نما۔“ (مسند احمد، حدیث: 21296، صحیح لغیرہٖ)

بزرگوں کا دامن چھوڑنے والے ہی وہ فتنہ پرور لوگ ہیں جن کا خطرہ دجّال سے بھی زیادہ ہے۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی خوبی یہ ہے کہ آپ نے ایک عقیدہ یا ایک مسئلہ بھی اپنے پاس سے نہیں لکھا، بلکہ وہی عقائد و نظریات اور فقہی مسائل تحریر فرمائے ہیں جو صدیوں سے اکابرِ اُمّت بیان فرماتے آئے تھے۔

شرعی مسئلہ: آنے والا بدھ کا دن صفر المظفّر 1448ھ کا آخری بدھ ہوگا اور صفر کے آخری بدھ (چہار شنبہ) سے متعلق بعض لوگوں کے ذہنوں میں کئی بے بنیاد باتیں بیٹھی ہوئی ہیں:

- کچھ لوگ سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور کھانوں کا اہتمام کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے اِس دن غسلِ صحت فرمایا تھا اور مدینہ طیبہ سے باہر سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔
- جب کہ بعض افراد سمجھتے ہیں کہ اِس روز بلائیں نازل ہوتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ (بدھ) کو سیدِ عالم ﷺ کے صحت یاب ہونے کا کتابوں میں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ جس مرضِ مبارک میں وصالِ اقدس ہوا اُس کی ابتدا اِسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ نیز اِس دن بلائیں نازل ہونے کا گمان بھی بے اصل ہے۔

(دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:271، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ۔ بہار شریعت، ج:3، ح:16، ص:659)

اللہ تعالیٰ مجدِّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی اور امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہما الرحمہ کی قبورِ مبارکہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور اُن کے صدقے میں ہمیں ہر طرح کی گمراہی اور فتنۂ نفس و شیطان سے محفوظ رکھے!

خالقِ کائنات تمام اُمتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے، خصوصًا اہلِ پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور سیلاب سمیت تمام حوادِث کے نقصانات سے محفوظ رکھے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!